یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ



خطاب

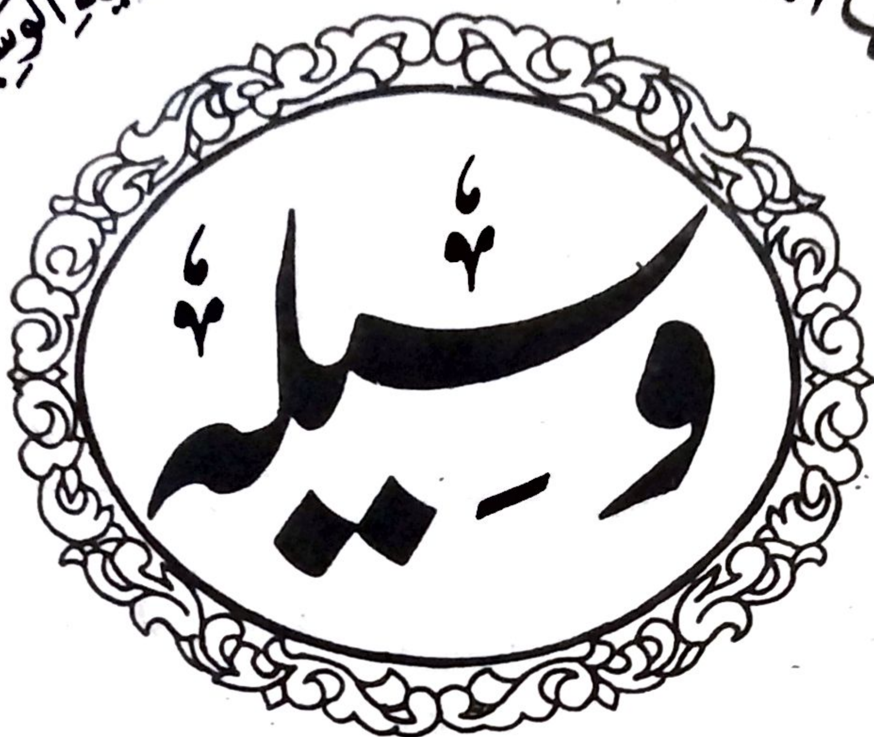
شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
خانیوال، (حال مقیم لندن)

مرتب محمد فضل رسول رضوی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

ہائی وے روڈ جہانیاں منڈی ضلع خانیوال فون نمبر: 0699-211793

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ



خطاب

شیخ القرآن والحدیث
حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خانیوال، (حال مقیم لندن)

مرتب

محمد فضل رسول رضوی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

ہائی وے روڈ جہانیاں منڈی ضلع خانیوال

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب ——— وسیلہ

خطاب ——— استاذ العلماء حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی

محمد اشفاق احمد رضوی صاحب مدظلہ العالی

باہتمام ——— مولانا الحاج الحافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی

ترتیب ——— محمد فضل رسول رضوی

پروف ریڈنگ ——— محمد محبت النبی رضوی، محمد اعجاز النبی رضوی

کمپوزنگ ——— محمد صفدر علی صابر، محمد شمس الحق قمر

صفحات ——— 32

قیمت ——— 20/00

ملنے کا پتہ ——— حافظ جاوید احمد سلطانی

خطیب جامع مسجد قادریہ رضویہ

نزد دربار مبارک شاہ

چک نمبر 168/10.R خانیوال

ناشر ——— محمد حسنین رضا رضوی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

ہائی وے روڈ جہانیاں منڈی (خانیوال)

فون۔ 211793

صفدر صابر پرنٹنگ اینڈ کمپوزنگ پوائنٹ (چوک غوث اعظم) پلی اسطبل خانیوال

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ. اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰهِ. اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ. وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ ۔

معزز ومحترم سامعین!

قرآن مجید، فرقان حمید کی ایک بہت ہی مشہور ومعروف آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایایٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ''اے ایمان والو!''

---

۱ ۔ سورۃ المائدہ پارہ ٦ آیت ۳۵

اتَّقُوا اللّٰہَ ''اللہ سے ڈرو'' وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ''اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو'' وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ ''اور اس اللہ کے راستے میں جہاد کرو'' لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ''تاکہ تم کامیابی حاصل کرلو''

طلب وسیلہ کا حکم

اس آیہ کریمہ کا ترجمہ سنتے ہی آپ سمجھ گئے کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے اس آیہ کریمہ میں ایمان والوں کو مخاطب کیا اور اس کے بعد ایمانداروں کو تین حکم ارشاد فرمائے۔ اے ایمان والو! اِتَّقُوا اللّٰہَ ''اللہ سے ڈرو'' دوسرا حکم فرمایا وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ''اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو'' تیسرا حکم فرمایا وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ ''اس اللہ کے راستے میں جہاد کرو'' لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ''تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ'' صراحۃً اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے تک پہنچنے کے لئے وسیلہ طلب کرنے کا امر فرمایا۔

وسیلہ کا معنی

وسیلہ کسے کہتے ہیں؟ لغت کی تمام کتابوں کو اٹھا کر دیکھا جائے، وسیلہ کا معنی ہے مَا یُتَوَسَّلُ بِہٖ اِلَی الشَّیْءِ چنانچہ لغت عرب کی مشہور کتاب لسان العرب میں علامہ ابن منظور نے وسیلہ کی یہی تعریف کی اور لکھا:۔

مَایُتَوَسَّلُ بِہٖ اِلَی الشَّیْءِ وَیُتَقَرَّبُ اِلَیْہِ ''وسیلہ اسے کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی مقصود تک پہنچا جائے'' کسی شئی تک پہنچا جائے اور جس کے ذریعے اس شئی کا قرب حاصل کیا جائے'' تفسیر کشاف میں علامہ جاراللہ زمخشری بھی وسیلہ کی تعریف

کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اَلْوَسِیْلَۃُ کُلُّ مَا یُتَقَرَّبُ بِہٖ اِلَی الشَّیْءِ" وسیلہ ہر اس شئی کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے سے کسی شئی کا قرب حاصل کیا جائے" الغرض وسیلہ کا ایک معنیٰ "ذریعہ" ہوا جس کے ذریعے سے انسان کسی شئی تک پہنچے۔

وسیلہ کا دوسرا معنی یہ ہے کہ وسیلہ ایک اعلی اور بلند ترین مقام کا نام ہے، جس پر نبی کریم ﷺ ہی فائز ہوں گے۔ جیسا کہ اذان کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے ، اس میں یہ الفاظ ہوتے ہیں اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ" اے اللہ! اپنے پیارے محبوب پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مقام وسیلہ عطا فرما" سرکار دو عالم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا:۔

اِذَاسَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَایَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوْا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِاللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ [1]

"جب تم موذن کی اذان سنو تو موذن کی طرح کلمات کہو پھر مجھ پر درود پڑھو

---

[1] ۔ الصحیح المسلم جلد اول صفحہ ۱۶۶ قدیمی کتب خانہ کراچی

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث پاک کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ

۔ قالہ تواضعا لانہ اذا کان افضل الانام فلمن یکون ذلک المقام غیر ذلک الھمام علیہ الصلوۃ والسلام نبی پاک ﷺ نے تواضعا فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں کیونکہ جب آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں تو نبی پاک ﷺ کے علاوہ اور کس کے لئے یہ مقام ہوگا۔ ۱۲ رضوی غفر لہ

کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلے کی دعا مانگو کیونکہ وہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کے ہی لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں اور جس نے میرے لئے وسیلے کی دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے"

وسیلہ سے مراد کیا؟

وہ وسیلہ جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے دعا مانگو وہ اس بلند ترین مقام کا نام ہے، جس پر صرف نبی پاک ﷺ کی ذات ہی فائز ہوگی اور یہ دعا مانگنا اس لئے نہیں کہ ہماری دعا مانگنے سے ہی حضور اس مقام پر پہنچیں گے ورنہ پہنچ ہی نہیں سکتے۔ اس مقام کو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہی مخصوص فرمایا ہے اور کوئی اس مقام تک پہنچے گا ہی نہیں۔ ہمیں دعا مانگنے کا اس لئے حکم دیا کہ ہم جتنا آپ کے لئے دعا مانگیں گے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ بھی ہم پر مہربان ہوگا۔ نبی پاک ﷺ بھی مہربان ہوں گے۔

وسیلہ کا یہ معنی کہ وہ ایک خاص مقام کا نام ہے یہ تو نبی پاک ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس پر تو سرکار نے ہی فائز ہونا ہے۔ اب جس وسیلہ کی طلب کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا یہ وہ مقام تو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ وہ تو صرف نبی پاک ﷺ کے لئے ہی خاص ہے۔ لہذا وسیلہ سے یہاں دوسرا معنی "ذریعہ" مراد ہے کہ وسیلہ وہ ذریعہ ہے، جس ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے وَابۡتَغُوۡا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ ''مجھ اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو''

اعمال صالحہ وسیلہ ہیں

وہ ذریعہ کیا ہے، جس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ وہ اعمال صالحہ ہیں کہ اعمال صالحہ بھی وسیلہ ہیں۔ حدیث قدسی ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔ لَایَزَالُ عَبۡدِیۡ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ [1] ''میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے'' فرائض جتنے ہیں، خواہ وہ بدنی عبادات کے ہوں یا مالی عبادات کے ہوں، نماز فرض ہے، زکوۃ فرض ہے یا بدنی ومالی عبادات کا مجموعہ ہو، حج ہم پر فرض ہے یہ تو فرائض ہیں۔ ہماری ڈیوٹی ہے جسے ہم نے ادا کرنا ہے، ادا نہیں کریں گے تو گنہ گار ہوں گے۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے تو مزید نوافل ادا کئے جائیں۔ نفلی عبادات مالیہ ہوں، نفلی عبادات بدنیہ ہوں۔ ٹھیک ہے وہ سب اللہ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ وہ اعمال صالحہ ہیں اور اعمال صالحہ کو بھی وسیلہ بنایا جاتا ہے۔

حدیث غار

بخاری شریف میں حدیث پاک موجود ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بنی اسرائیل میں تین آدمی سفر کر رہے تھے۔ راستے میں بارش آنے لگی تو وہ ایک غار کے اندر داخل ہو گئے کہ جب تک بارش برستی رہے، ہم ذرا غار میں آرام کر لیتے ہیں جب ختم ہوئی تو چلے جائیں گے۔

---

[1] ۔ صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۹۶۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

وہ جونہی غار کے اندر داخل ہوئے، ایک بہت بڑا پتھر لڑھکا اور غار کے دہانے پر آ گیا، جس سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ گویا کہ زندہ درگور ہو گئے۔ پتھر اتنا وزنی تھا کہ یہ تین تو کیا اگر بیسیوں آدمی بھی زور لگاتے تو وہ پتھر اپنی جگہ سے نہ حرکت کرتا چہ جائیکہ غار کے دہانے سے ایک طرف ہٹے۔ انہوں نے سوچا کہ اگر زندگی میں کوئی نیک عمل کیا ہے تو اسے یاد کرو اور اس کے وسیلہ سے رب سے دعا مانگو شاید اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ہماری دعا کو، ہمارے اس نیک عمل کے وسیلہ سے قبول فرمالے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے زندگی میں ایک ایسا نیک عمل کیا ہے کہ اسے میں جانتا ہوں یا میرا رب جانتا ہے۔ نہ اس میں ریاکاری شامل ہے، نہ کوئی اور دنیاوی مقصد شامل ہے۔ وہ نیکی میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی تھی۔ میں اس کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا۔''

☆''...... یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا یہ طریقہ تھا کہ میں دن بھر کام کاج کرنے کے بعد، بکریاں چرانے کے بعد، اپنی محنت مزدوری کرنے کے بعد شام کو جب گھر آتا تو پہلے اپنے بوڑھے ماں باپ کو کھانا کھلاتا اور پھر اپنے بچوں کو کھانا کھلاتا۔ ماں باپ کے لئے روٹی کے ٹکڑے دودھ میں ملا کر، انہیں نرم کر کے کھلاتا ایک دفعہ مجھے دیر ہو گئی۔ بچے بھی بھوکے تھے۔ جونہی گھر میں داخل ہوا، بچوں نے تقاضا کیا کہ ابا جان! ہمیں بھوک لگی ہے، جلدی کھانا کھلائیں مگر میں نے کہا۔ نہیں! اپنی روٹین کے مطابق میں پہلے اپنے ماں باپ کو کھانا کھلاؤں گا۔ میں نے جب ماں باپ کے لئے کھانا تیار کر لیا اور لے کر ان کے سرہانے پہنچا تو وہ سو چکے تھے۔ بچے قدموں میں لوٹ رہے تھے۔ بے شک بچوں کی محبت بھی مجھے مجبور کر رہی تھی کہ ماں

باپ تو سو گئے ہیں، میں پہلے بچوں کو کھلا دوں۔ مگر میں نے کہا کہ نہیں یہ تو روٹین میں فرق آجائے گا۔ ساری زندگی تو میں ماں باپ کو اپنی اولاد سے مقدم سمجھتا آیا، آج میں ایسا کیوں کروں؟

میں نے خیال کیا کہ انہیں جگا دوں مگر جگانا بھی خلاف ادب تھا۔ میں اسی طرح کھانے کا پیالہ ہاتھ میں لیے ماں باپ کے سرہانے کھڑا رہا۔ ادھر ادھر بھی نہیں بیٹھتا تھا کہ کہیں وہ بیدار نہ ہو جائیں اور مجھے طلب کریں، آنے میں دیر ہو جائے۔ میں اسی طرح ساری رات کھانے کا پیالہ پکڑے کھڑا رہا، بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں لوٹتے رہے، ان کی محبت اور ان کی بھوک بھی میری نظروں کے سامنے تھی مگر اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اس وقت کوئی تیسرا دیکھنے والا بھی نہ تھا مگر میں نے ماں باپ کو مقدم رکھا اور بچوں کو ساری رات اسی طرح بلکتے چھوڑا۔

اے اللہ! یہ سب کچھ تیری رضا کے لئے تھا۔ میرا یہ عمل اگر تیری بارگاہ میں قبول ہے تو اس کے وسیلہ سے یہ پتھر غار کے منہ سے سرکا دے"

جب اس نے یہ دعا کی تو پتھر تھوڑا سا ہٹ گیا مگر اتنا نہ تھا کہ آدمی باہر نکل سکے۔

دوسرا کہنے لگا، مجھے بھی ایک نیک عمل یاد آ گیا ہے اس نے کہا:۔

☆ ...... "یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں اپنے چچا کی بیٹی پر فریفتہ تھا حتی کہ میں نے تقاضا کیا کہ وہ میرا مقصد پورا کرے۔ اس نے مجھ سے کافی سارے دینار مانگے۔ میں کافی سارے دینار اکٹھے کر کے اس کے پاس پہنچا۔ اس نے فوراً مجھ سے کہا۔ اللہ سے ڈر! کل قیامت کے روز اسے کیا جواب دے گا؟

یا اللہ! وہاں تیرے سوا کوئی دیکھنے والا نہ تھا۔ میں صرف تیری رضا کی خاطر اور تیرے

خوف سے اس برے کام سے رک گیا۔ اگر میرا یہ عمل تیری بارگاہ میں قبول ہے تو یہ پتھر ہٹا دے'' اس کے اس عمل کے وسیلہ سے کی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور پتھر تھوڑا سا اور ہٹ گیا۔

تیسرے آدمی کی باری آئی تو وہ کہنے لگا:۔

☆...... ''یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے پاس ایک مزدور تھا۔ وہ میرے ساتھ کام کیا کرتا تھا۔ جب میں نے اس کی مزدوری پیش کرنا چاہی۔ اس نے کہا یہ تھوڑی ہے کچھ اور دے دو۔ میں نے کہا تیری اجرت اتنی ہی بنتی ہے اور تو نہیں دوں گا۔ کہنے لگا ٹھیک ہے اجرت اتنی بنتی ہے مگر کچھ اور بڑھا کر دے دو۔ میں نے انکار کیا وہ غصے ہو کر سارا کچھ چھوڑ کر چلا گیا۔

جب وہ چلا گیا تو میرے دل میں تیرا خوف پیدا ہوا کہ اگر آج میں نے اس کا حق کھا لیا تو کل قیامت کے روز تو حقوق العباد سے چھٹکارا ہی نہیں ہے۔ وہاں تو ایک ایک نیکی کی بڑی قدر و قیمت ہو گی۔ میں ڈر گیا اس کے مزدوری کے غلے کو اسی طرح اپنی زمین میں کاشت کر دیا، جس طرح اپنی فصل کاشت کی تھی۔ وہ غلہ اور زیادہ بڑھ گیا۔ پھر اگلے سال میں نے دوبارہ کاشت کیا، اس سے بھیڑیں بکریاں خریدیں۔

کئی سال کے بعد وہ آیا اور کہا میری اجرت تمہارے ذمے باقی ہے۔ میں نے کہا یہ بکریاں، یہ اناج، یہ غلہ سب تیرا ہے اسے لے جاؤ۔ وہ کہنے لگا میرے ساتھ کیوں مذاق کرتے ہو؟ اس دن تو میں نے تھوڑی سی زائد اجرت مانگی تو تم دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ آج کہتے ہو یہ ساری بکریاں بھی تیری ہیں، بھیڑیں بھی تیری ہیں، مذاق کرتے ہو؟

میں نے کہا مذاق نہیں کرتا۔ میں نے اس طرح تیرے حصہ کو بڑھایا اور اس کی حفاظت کرتا رہا یہ سب کچھ صرف رب کی رضا کے لئے تھا۔ یہ تیرا ہی ہے تو اسے لے جاوہ خوشی خوشی دعائیں دیتا ہوا اپنا حصہ لے کر چلا گیا۔

یا اللہ! میں چاہتا تو اسے دبا سکتا تھا، مگر میں نے صرف تیرے خوف کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ اگر یہ عمل تیری بارگاہ میں قبول ہے تو پتھر کو غار کے منہ سے بالکل ہٹا دے''

اس نے جب یہ دعا کی تو پتھر بالکل غار کے منہ سے ہٹ گیا اور یہ تینوں غار سے باہر نکل آئے۔ [1]

انبیاء اور اولیاء وسیلہ ہیں

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ، خدا کی رضا کے لئے جو نیکیاں کی جاتی ہیں وہ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنتی ہیں تو بعض لوگوں نے کہا کہ وابتغوا الیہ الوسیلہ میں وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس سے انکار نہیں کہ اعمال صالحہ وسیلہ بنتے ہیں۔ لیکن یہیں تک محدود رہنا یہ انصاف نہ ہوگا۔ کیا وجہ ہے کہ جن کی پیروی کرتے ہوئے ہمارے عمل، اعمال صالحہ بن جائیں۔ جن کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمارے عمل، اعمال صالحہ بن جائیں۔ اعمال صالحہ تو وسیلہ بنیں اور جن کی پیروی ہمیں اعمال صالحہ والا بنادے، وہ وسیلہ نہ بنیں۔

اعمال صالحہ بھی وسیلہ ہیں اور یقیناً مشائخ عظام جن کی تربیت سے ہم اعمال صالحہ کرنے والے بنتے ہیں، وہ بھی وسیلہ ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۸۸۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

جن مشائخ عظام کا یہ فیض ہم تک پہنچتا ہے وہ یہ فیض مدینہ منورہ سے بارگاہ رسالت سے حاصل کررہے ہیں تو یقیناً اس کائنات میں رب تک پہنچنے کا سب سے بڑا وسیلہ نبی پاک کی ذات ہے۔ اگر اس آیت پاک کو یہاں محدود کیا جائے کہ وسیلے سے مراد صرف اعمال ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا:۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہ ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو'' یہ اتَّقُوا اللّٰہ سے پھر کیا مراد ہے؟ تقوی، اعمال صالحہ ہی کو تو کہتے ہیں۔ متقی اسی کو تو کہتے ہیں جو اپنے اندر اعمال صالحہ پیدا کرلے اور جو ہر برائی سے اپنے آپ کو بچالے وہ متقی ہوتا ہے۔ تو اگر وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ ہیں پھر اتقوا اللہ سے مراد کیا ہوگا؟

لہذا ماننا پڑے گا کہ اتَّقُوا اللّٰہ میں تو تمام کے تمام اعمال صالحہ آگئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ وَابۡتَغُوۡا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ اعمال صالحہ کو تو تم نے وسیلہ بنالیا۔ اپنے دل میں میرا خوف پیدا کرلیا اب مزید پھر وسیلہ تلاش کرو، جس کے ذریعے سے تم اعمال صالحہ کرنے والے بن گئے ہو۔

اگر صرف اعمال صالحہ وسیلہ بن سکتے تو یہ اعمال صالحہ والی دولت تو شیطان کے پاس سب سے زیادہ تھی۔ معلوم ہوا کہ شیطان راندہ درگاہ ہوا تو کس وجہ سے ہوا؟ کہ اس نے جس کے ذریعے سے رب تک پہنچنا تھا سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی پیشانی میں جو نور مصطفوی جلوہ گر تھا اس کو وسیلہ نہ بنایا۔ رب نے فرمایا اعمال تیرے چاہے چھ لاکھ برس کے ہی کیوں نہ ہوں۔ تیرے منہ پر مار دیے جائیں گے۔ اعمال بھی تب وسیلہ بنیں گے، جس وقت جن کے ذریعے سے یہ اعمال تجھے نصیب ہورہے ہیں ان کو وسیلہ نہ بنائے۔

اِتَّقُوا اللّٰہ میں اعمال آ گئے اور اس کے بعد فرمایا وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اس سے نبی پاک ﷺ کی ذات اور سرکار کے فیض کو قیامت تک بکھیرنے والے اور تقسیم کرنے والے مشائخ عظام اور پیران کرام اور علمائے ربانیین مراد ہیں۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ذات اور رسول اللہ ﷺ کے فیض کو ہم تک پہنچانے والے تمام بزرگان دین اور مشائخ عظام بھی رب تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ بلکہ ان اللہ والوں کے ساتھ اور اولیائے کاملین کے ساتھ جو شئی نسبت رکھتی ہے وہ بھی وسیلہ بن جاتی ہے۔

عقیدہ کی وضاحت

اس سے قبل کہ میں اس کے بارے قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ عرض کروں کہ ہمارا یہ مؤقف کہاں تک صحیح ہے؟ پہلے عقیدہ کی وضاحت کر دوں کہ نبی پاک ﷺ کی ذات پاک اور انبیاء کرام و اولیاء کرام کو وسیلہ ماننے کے لئے دو طرح کے عقیدے ہو سکتے ہیں۔

ایک تو یہ کہ جس کو وسیلہ مانا جائے، اسے مستقل بالذات مانا جائے کہ یہ ہماری مدد کرتے ہیں یا ہمارے کام آتے ہیں تو ذاتی اور مستقل طور پر یہی ہماری مدد کرتے ہیں۔ اللہ سے بے نیاز ہو کر یہ ہماری مدد کرتے ہیں۔ اللہ انہیں توفیق دے یا نہ دے، یہ ذاتی طور پر ہماری مدد کرتے ہیں، اس لئے ہم ان سے مدد مانگتے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ یا ان کو اللہ کا بندہ ہی تصور کیا جائے، مگر ان کی عبادت کی جائے اور یا درکھو ان کی عبادت اسی وقت کی جائے گی، جب ان کو خدا مانا جائے تو پھر بھی یہ شرک

ہوگا۔ دوسرا عقیدہ کیا ہے؟ کہ یہ اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ خدا نہیں ہیں۔ ان کو اللہ نے فقط ایک ذریعہ بنایا ہے یہ کسی کی مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے مدد کریں گے۔ یہ مدد کرنے میں مستقل بالذات نہیں۔ بلکہ ان کو مدد کرنے کی طاقت اللہ نے دی ہے اور مدد کرنے کی اجازت بھی اللہ نے دی ہے اور اگر انہیں اللہ تعالیٰ مدد کرنے کی اجازت نہ دے تو باوجود اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت کے بھی یہ مدد نہیں کرتے ہیں۔ اللہ کی اجازت اور اذن سے یہ ہماری مدد کرتے ہیں۔ اس طرح سے ان کو وسیلہ مانا جائے تو اس میں کوئی شرک نہیں ہے۔ بلکہ یہ عین وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَة پر عمل ہوگا۔

وسیلہ کی ضرورت کیوں؟

اب رہی یہ بات کہ کیا اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہے کہ وسیلہ کی ضرورت پڑی ہے؟ وسیلہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ تفسیر بیضاوی کے حاشیہ میں اور علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ نے تفسیر روح المعانی میں باقاعدہ یہ بحث کی ہے اِذْقَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ " فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَه کہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اس پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے لکھا کہ رب کو کیا ضرورت تھی خلیفہ بنانے کی؟ خلیفہ نائب کو کہا جاتا ہے اور اس خلیفہ کی ضرورت کے لئے تین صورتیں ہوتی ہیں یا تو خلیفہ کی اسے ضرورت ہوتی ہے جسے موت آنی ہو، جس نے فنا ہو جانا ہو کہ وہ اپنا نائب اور خلیفہ بناتا ہے، ولی عہد بناتا ہے کہ میرے بعد یہ میرے والے سارے امور سرانجام دے گا یا خلیفہ بنانے کی اسے

ضرورت ہوتی ہے جس نے اپنے ملک سے غائب ہونا ہو، کسی دوسری جگہ جانا ہو۔ دورے پر جانا ہے یا کسی اور مصروفیت پر جانا ہے تو وہ اپنا نائب بنا جاتا ہے کہ میری ساری ذمہ داریاں یہ نبھاتا رہے گا۔ یا خلیفہ کی ضرورت اسے ہوتی ہے جو خود اکیلا سارے امور سرانجام نہ دے سکتا ہو وہ اپنے ساتھ کوئی معاون بناتا ہے۔ اپنا نائب بناتا ہے۔ اپنی ایک کابینہ بناتا ہے، جس کے ذریعے سے تمام کے تمام امور سرانجام دے اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ان تینوں باتوں سے پاک ہے۔ موت سے وہ پاک ہے لَاتَاْ خُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ [1] موت تو موت رہی اسے نیند اور اونگھ تک بھی کبھی نہیں آئی تو خلیفہ بنانے کی اسے اس وجہ سے بھی ضرورت نہیں۔ وہ غائب بھی نہیں ہوتا کہ اس ملک کو چھوڑ کر اور دنیا ہو جہاں وہ سیر کرنے کے لئے جائے یا دورہ کرنے کے لئے اس کی عدم موجودگی میں یہاں خلیفہ کی ضرورت ہو اور نہ ہی یہ بات ہے کہ وہ اکیلا تمام امور چلانے میں ناکام ہے۔ جس نے کن کہہ کر ساری کائنات کو پیدا کر دیا، اس کے لئے یہ امور سرانجام دینا کیا مشکل ہے؟ جب اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہ ان تینوں باتوں سے پاک ہے تو پھر اسے خلیفہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ یہ اعتراض کرنے کے بعد اسی تفسیر میں اس کا جواب بھی موجود ہے، کہتے ہیں کہ خلیفہ بنانے کی ضرورت منجانب اللہ نہیں تھی کہ اللہ محتاج تھا، اسے خلیفہ کی ضرورت تھی۔ خلیفہ کی ہمیں ضرورت تھی۔ ہماری ضرورت کے لئے اللہ نے اسے خلیفہ بنایا۔ ہماری ضرورت کے لئے اللہ نے اسے ہمارا وسیلہ بنایا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ وہ ذات ہے جو غایۃ التقدس میں ہے اور

[1]۔ سورۃ البقرہ پارہ ۳، آیت ۲۵۵

ہم غایۃ القدس میں ہیں۔ وہ بلندیوں کی انتہا کا مالک ہے اور ہم پستیوں کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں جبین نیاز جھکاتے ہوئے، زمین پر ماتھا اور ناک رگڑتے ہوئے زبان سے یہ اقرار کرتے ہیں اور عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں سبحان ربی الاعلیٰ اے میرے سبحان رب! میرے جیسا پست کوئی نہیں تیرے جیسا اعلیٰ کوئی نہیں تو ہم غایۃ القدس میں ہیں اور وہ غایۃ القدس میں ہے۔

فرمایا جو اتنا ادنی ہو وہ اتنے اعلیٰ سے براہ راست فیض حاصل نہیں کرسکتا۔

مثال کے طور پر دیکھئے! یہی بجلی جو ان لائٹوں میں روشنی پیدا کررہی ہے ان پنکھوں کو چلاتی ہے گھروں میں ڈی فریز روغیرہ چلاتی ہے اور یہ ٹھنڈا کرنے کے کام آتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ اس بجلی کی پاور ہاؤس میں جتنی پاور ہوتی ہے اور بڑے کھمبوں پر جو تاریں آرہی ہیں، جن میں وولٹیج بہت زیادہ ہوتے ہیں ہمارے گھروں میں جو بجلی آرہی ہے وہ اس پاور کی نہیں ہوتی اگر براہ راست گھر کی فٹنگ کا کنکشن زیادہ پاور والی تاروں سے لگادیا جائے تو نتیجہ کیا نکلے گا۔ تباہی!!!

کسی کو اعتبار نہ آئے تو تجربہ کرکے دیکھ لے۔ اس کے سوا کوئی اور نتیجہ ہی نہیں تباہی ہی تباہی ہے۔ سب کچھ فیوز ہو جائے گا۔ ختم ہو جائے گا۔ پاور ہاؤس سے بجلی حاصل کرنے کے لئے درمیان میں ذرائع اور وسائل ہوتے ہیں کم پاور والی باریک تاروں کا رابطہ ہوتا ہے۔ ٹرانسفارمر اور میٹر کا واسطہ اور ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ وسائل اختیار نہ کیے جائیں تو براہ راست پاور ہاؤس سے بجلی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات تو بلند و بالا ہے ہم میں یہ استعداد اور صلاحیت نہیں ہے کہ اس سے براہ راست فیض حاصل کرسکیں لہذا ایسے رابطہ اور وسیلہ کی ضرورت تھی جو ذوجہتین ہو،

اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہو اور بندوں کے ساتھ بھی تعلق ہو۔ اللہ تعالیٰ سے وہ فیض حاصل کر کے بندوں تک پہنچا سکتا ہو۔ اسی ضرورت کے لئے خلیفہ بنایا گیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ ان میں نورانیت والی جہت بھی ہے اور بشریت والی جہت بھی ہے۔ نورانیت والی جہت سے یہ اللہ سے فیض حاصل کرتے ہیں اور بشریت والی جہت سے بندوں کو فیض عطا کرتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ تو وسیلہ عظمیٰ ہیں کہ اللہ پاک کے انبیاء کرام بھی محبوب پاک ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے رہے۔

سنت آدم علیہ السلام

ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ وعم نوالہٗ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہوئے نبی پاک ﷺ کی ذات پاک کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی۔

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ

''اے اللہ! اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے میری خطا معاف فرما دے اور میری توبہ قبول فرمالے''

فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ مِنْ اَیْنَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا ﷺ

''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا''

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی۔

رَاَیْتُ فِیْ کُلِّ مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ ا ۔

''میں نے جنت میں ہر مقام پر دیکھا لکھا ہوا تھا

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

علمت انہ اکرم خلقک علیک فتاب اللہ علیہ وغفرلہ [1]

''تو میں نے جان لیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہستی تیری بارگاہ میں ساری مخلوق سے زیادہ عزت وکرامت والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کے وسیلہ سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت سے مشرف فرمایا اور انہیں معاف فرمادیا''

نابینا صحابی

نبی پاک ﷺ نے خود امت کو وسیلہ کی تعلیم دی تاکہ میرے امتیوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے کا طریقہ آجائے۔

محبوب پاک ﷺ کی بارگاہ میں ایک نابینا صحابی حاضر ہوا۔ عرض کی ''حضور! دعا فرمائیں مجھے آنکھیں مل جائیں'' آپ نے فرمایا ''اگر تو صبر کرے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا اگر تیری خواہش ہے تو دعا کرتا ہوں تجھے آنکھیں مل جائیں گی'' صحابی کو پتہ تھا کہ جنت تو سرکار کی زیارت کے صدقے مل ہی جاتی ہے۔ کیوں نہ آج دریائے رحمت جوش پر ہے آنکھیں مانگ لوں۔ عرض کی ''حضور! مجھے آنکھیں عطا فرمادیں'' سرکار چاہتے تو دعا مانگ دیتے، اسے بینائی مل جاتی۔ چاہتے تو لعاب دہن لگادیتے، آنکھیں روشن ہو جاتیں۔ چاہتے تو دست رحمت پھیر دیتے، نظر

[1] ۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد اول صفحہ ۱۰۴

آنے لگ جاتا۔مگر سرکار کی نگاہ نبوت کے پیش نظر تھا کہ میرے وسیلہ کا انکار کرنے والے لوگ بھی آئیں گے ایسا حکمت والا طریقہ اختیار فرمایا کہ صحابی کی حاجت بھی پوری ہوگئی، وسیلہ کے منکروں کا منہ بھی بند ہوگیا اور ماننے والے غلاموں کو وسیلہ مانگنے کا طریقہ بھی سکھا دیا ارشاد فرمایا وضو کر، دو رکعت نماز نفل ادا کر اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں یہ دعا مانگ:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ۱

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور حضرت محمد ﷺ جو نبی رحمت ہیں ان کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔اے محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ (آپ کے وسیلہ سے) میری حاجت روائی ہو۔اے اللہ! محبوب پاک کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما''

امام بیہقی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا اور ان الفاظ کا اضافہ کیا فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ کہ وہ آدمی کھڑا ہوا، تو اسے بینائی مل چکی تھی یہ سرکار پاک کے وسیلہ پاک کی برکت تھی کہ وہ سجدہ میں جاتا ہے تو نابینا ہوتا ہے کھڑا ہوتا ہے تو نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے آنکھیں مل چکی ہوتی ہیں۔

حکم خداوندی

خود اللہ جل جلالہ [illegible] ﷺ کی ذات کو اپنی

۱۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۹۹ قدیمی کتب [illegible] ۲۔ انجاح الحاجہ حاشیہ سنن ابن ماجہ صفحہ ۹۸

بارگاہ میں وسیلہ بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اے میرے محبوب پاک کے غلامو! اگر تم کوئی غلطی کر بیٹھو اور اس کی بخشش چاہو تو میرے محبوب پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ، ان کے وسیلہ سے میں تمہاری خطائیں معاف فرما دوں گا۔ ارشاد فرمایا:۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ؎[1]

''اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں''

بارگاہ محبوب

حضرات محترم! اس آیہ کریمہ میں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے واضح طور پر حکم فرما دیا کہ میں ارحم الراحمین ہوں، غفور ورحیم ہوں، بندوں کے گناہ بخشتا ہوں لیکن میری بارگاہ سے بخشش کا پروانہ حاصل کرنا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ میرے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ ان کی بارگاہ میں حاضر ہوکر، ان کا وسیلہ پیش کرنا اور ان سے دعائے مغفرت کروانا تمہارا کام ہے، ان کے وسیلہ سے تمہاری خطاؤں کو معاف کرنا میرا ذمہ کرم ہے۔ کہ جس وقت تمہاری کہیں نہ بنے تو محبوب پاک کے دروازے پر آ جاؤ اور محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہونے پر یقیناً تمہاری بن جائے گی اسی یقین کی وجہ سے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ بارگاہ رسالت میں پہنچ کر عرض کرتے ہیں۔

---

[1] [illegible] آیت ۶۴

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ

پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم خود نہیں آئے، آپ کے بلانے پر آئے ہیں آپ نہ بلائیں تو کون آسکتا ہے؟ کسی بلائے ہوئے کو رد کردے، کریم تو ایسا نہیں کرتا اور آپ تو سارے کریموں کے کریم ہیں۔ جس پر نگاہ پڑ جائے، اسے بھی کریم بنا دیتے ہیں۔ ہم آپ کے دربار میں آکر خالی چلے جائیں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

قبر انور سے اعلان مغفرت

یہاں سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ حکم صرف نبی پاک ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارک کے ساتھ خاص ہے بلکہ قیامت تک آنے والے لوگوں کو بارگاہ رسالت میں حاضری کا حکم ہے۔ ایک آدمی اسی آیہ مبارکہ پر عمل کرنے کے لئے چلا۔ چلتا چلتا مدینہ شریف پہنچا۔ نبی پاک ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ سرکار کے وصال سے تین دن بعد وہ پہنچا۔ سرکار کی قبر انور پر روتا روتا حاضر ہوا، وہیں بیٹھ کر عرض کرنے لگا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا یہ ارشاد پڑھا تھا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا میں تو یہ پڑھ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا شومئی قسمت! آپ تو پردہ فرما چکے ہیں۔ میں تو اپنے گناہ بخشوانے آیا تھا مگر آپ تو پردہ فرما چکے ہیں'' وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ کاش آپ ظاہری حیات طیبہ کے ساتھ جلوہ فرما ہوتے تو میری سفارش کر دیتے اور میں بخشا جاتا، اب میں آپ سے کیا

عرض ومعروض کروں۔ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ قبر انور سے آواز آئی۔

قد غفرت لک [1]

''اے اللہ کے بندے تو اب بھی کیوں مایوس ہوتا ہے۔ اب بھی تیری بخشش ہو گئی ہے''

قبر انور وسیلہ

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں صحابہ کرام حاضر ہوتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں، بارش نہیں برس رہی کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا۔

اُنظُرُوا اِلیٰ قبرِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلُوا منہ کُوًی اِلی السّماء

''تم ایسا کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں جہاں آپ کا چہرہ انور ہے، وہاں چھت میں آسمان کی طرف سوراخ کر دو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی شئی حائل نہ رہے''

انہوں نے جب اس طرح کیا تو حدیث پاک میں آتا ہے۔

فَمُطِرُوا مَطراً

''بس سوراخ کرنے کی دیر تھی فوراً بارش برسنے لگ گئی''

حتّٰی نبتَ العُشبُ وسمِنتِ الاِبلُ [2]

''ہر طرف سبزہ ہی سبزہ اگ آیا اور دبلے پتلے اونٹ بھی موٹے تازے ہو گئے''

معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کا وسیلہ خود صحابہ کرام کو ام المومنین سیدہ

---

[1] تفسیر مدارک وغیرہ [2] مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۴۵ قدیمی کتب خانہ کراچی

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتلا رہی ہیں کہ قبر انور کی چھت میں اس طرح سوراخ کردو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔ بس قبر انور وسیلہ بن جائے گی اور بارش برسنے لگ جائے گی۔ اس وقت چھت میں کیا گیا سوراخ آج تک باقی ہے اس کے اوپر دوسری چھت بنی، اس میں اسی طرح سوراخ رکھا گیا پھر سفید گنبد بنایا گیا اس میں وہ سوراخ اسی طرح رکھا گیا اور آج بھی اس کے اوپر جو سبز گنبد بنا ہوا ہے، منارے کی طرف سے دیکھا جائے تو نظر آتا ہے کہ وہ سوراخ اسی طرح سے باقی رکھا گیا ہے۔ یہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یادگار ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ تمہاری روحانی ماں ام المؤمنین یہ سبق دے گئی ہے۔ قیامت تک تم محبوب کی قبر کو وسیلہ بنا سکتے ہو۔

حضرت بلال نے وسیلہ بنایا

دوسری روایت میں ہے۔ علامہ بیہقی علیہ الرحمۃ نے اسے دلائل النبوت میں ذکر کیا کہ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بارش نہیں برس رہی ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کرم فرمایئے! بارش برس جائے۔

خواب میں نبی پاک ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور فرمایا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق کو میرا سلام کہو اور کہو کہ بارش برسے گی اس کی فکر نہ کرو لیکن تمہارے جو امور مملکت ہیں ان کی طرف

خصوصی توجہ دو۔ سرکار کا یہ پیغام جب امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا گیا۔ تو آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی کہ الحمد للہ! میں تو پہلے بھی تمام امور پوری توجہ سے سرانجام دیتا ہوں اور میرے یہ تمام امور سرکار کی نظر میں ہیں کہ مجھے مزید متوجہ کرنے کے لئے فرما رہے ہیں۔ ادھر بارش بھی برسنے لگ گئی ۔ ا

معلوم ہوا کہ آج بھی نبی پاک ﷺ کی قبر انور کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔ صرف قبر شریف نہیں، نبی پاک ﷺ کی آل پاک، صحابہ کرام، سرکار کی امت کے اولیاء عظام، حتی کہ نبی پاک ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر شئی کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے۔

چچا کا وسیلہ

چنانچہ بخاری شریف میں باب الاستقاء میں یہ حدیث پاک موجود ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے۔ لوگ آ گئے کہ حضور! بارش نہیں ہوتی۔ پہلے سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے تھے سرکار دعا فرماتے تو بارش ہو جایا کرتی تھی۔ حضور کی ذات پاک وسیلہ تھی اب امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے کہ حضور! دعا کیجئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی دعا کر سکتے تھے نماز استقاء بھی پڑھا سکتے تھے مگر کیا کیا؟ نبی پاک ﷺ کے چچا حضرت عباس کو لیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر، آسمان کی طرف اٹھا کر سب صحابہ کی موجودگی میں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا ﷺ فَتَسْقِيْنَا

ا ۔ انجاح الحاجہ حاشیہ سنن ابن ماجہ صفحہ ۹۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

"اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی پاک کی ذات پاک کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرتے تھے تو تو بارش برسا دیتا تھا۔" اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا ﷺ فَاسْقِنَا [1]

"یا اللہ! اب سرکار تو وصال فرما گئے ہیں۔ اب دیکھ لے میرے ہاتھ میں تیرے نبی ﷺ کے چچا کا ہاتھ ہے۔ اب ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگتے ہیں فَاسْقِنَا یا اللہ ! بارش برسا دے" بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ موسلا دھار بارش برسنے لگ گئی یہ وسیلہ پیش کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو یہ پیغام دیا کہ اے صحابہ کرام!

فاقتدوا ایُّھا الناس برسول اللہ ﷺ فی عمہ العباس

"نبی پاک ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا وسیلہ پکڑنے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو" یعنی آئندہ نبی پاک ﷺ کے چچا کا وسیلہ پیش کر کے اسی طرح رب سے دعا مانگتے رہنا۔ یہاں پر محدثین نے استنباط کرتے ہوئے کہا کہ معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کی آل پاک آپ کے رشتہ دار، آپ کے صحابہ کرام علیھم الرضوان کو وسیلہ بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے۔

تھانوی کا اعتراف

کتنے مزے کی بات ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی سے بھی رب نے لکھوا دیا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا کوئی بھی قرابت دار ہو، حضور سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی ہو، چاہے قرابت حسی رکھتا ہو، چاہے قرابت معنوی رکھتا ہو، قرابت حسی رکھنے والے، جن میں خون رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہے۔ اہل بیت

---

[1] ۔ صحیح البخاری جلد اول صفحہ ۱۳۷ قدیمی کتب خانہ کراچی

کرام اور قرابت معنوی رکھنے والے، اولیاء کاملین ہیں۔تو کہا کہ چاہے قرابت معنوی رکھنے والا ہو چاہے قرابت حسی رکھنے والا ہو جس کا وسیلہ بھی پیش کرو اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وسیلہ پیش کر کے رب کی بارگاہ سے دعا مانگی جاسکتی ہے۔

اب آخری بات عرض کروں کہ یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ سے تعلق رکھنے والے اور اولیاء کاملین سے تعلق رکھنے والی چیزیں جنہیں تبرکات کہا جاتا ہے ان تبرکات کو بھی وسیلہ کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

واقعہ سامری

قرآن پاک کی بڑی مشہور آیت کریمہ ہے۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ [1]

سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں جس وقت سونا اکٹھا کر کے بچھڑا بنالیا۔ اس میں پھونک ماری اور وہ بولنے لگ گیا اور زندہ ہو گیا۔ سامری نے لوگوں سے کہا یہ خدا ہے۔ اس کی پوجا کرو۔ لوگ اس کی پوجا کرنے لگ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام جب واپس آئے تو سامری سے پوچھا یہ تو نے کیا کیا؟ یہ بچھڑا زندہ کیسے ہو گیا؟ بولنے کس طرح لگ گیا؟ قرآن میں مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ جس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام گھوڑی پر چڑھ کر آئے تھے جو فرعون کے لشکر کے آگے دریا میں داخل ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کے لئے تو دریا میں سڑکیں بن گئیں تھیں اور بنی اسرائیل دریا پار ہو چکے تھے۔

---

[1] ۔ سورۃ طٰہٰ پارہ ۱۶ آیت ۹۶

فرعون ڈر گیا وہ اپنا گھوڑا دریا میں داخل نہیں کرتا تھا اسے ڈر تھا کہ اگر میں داخل ہو گیا تو غرق ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو لباس بشری پہنا کر بھیجا وہ ایک گھوڑی پر سوار ہو کر آئے گھوڑی جب دریا میں داخل ہوئی تو فرعون کا گھوڑا بھی پیچھے داخل ہو گیا۔ لشکریوں نے سمجھا کہ جب ہمارا فرعون دریا میں داخل ہو رہا ہے، ہم بھی پیچھے داخل ہو جائیں۔ اس طرح سارے دریا میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دے دیا کہ سڑکیں تو بنی اسرائیل کے لئے بنی تھیں، فرعونیوں کے لئے تو نہیں بنی تھیں۔ آپس میں مل جا۔ پانی جب آپس میں ملا تو فرعون اور فرعونی سارے غرق ہو گئے۔ جبرائیل امین جس گھوڑی پر چڑھ کر آئے تھے، سامری کہتا ہے کہ میں نے جب اس گھوڑی کو دیکھا، قدم اٹھاتا تھا تو نیچے سبزہ اگ آتا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس رسول کی گھوڑی کے جہاں ٹاپ لگ رہے ہیں۔ اس مٹی میں یہ تاثیر ہے کہ وہ زندگی بخشتی ہے۔ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ تو میں نے ان کے قدموں کی جگہ سے تھوڑی سی مٹی لے لی تھی اور جب بچھڑا بنایا۔ اس کے نتھنوں اور منہ میں غبار رکھ کر پھونک ماری تو بچھڑا بولنے لگ گیا۔ اس میں میرا کمال نہیں یہ تو جبرائیل امین کی گھوڑی کے قدموں سے لگنے والی مٹی کا کمال ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا۔ کیوں ذکر فرمایا؟ اس لئے کہ جبرائیل امین جس گھوڑی پر سوار ہوں، اس گھوڑی کے قدم جہاں لگیں، اس زمین میں زندگی بخشنے کی طاقت ہے تو پھر مدینہ منورہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں وہاں کی غبار کیوں نہ زندگیاں بخشے۔ اسی لئے سرکار نے فرمایا۔

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ لِلْجُذَامِ

''مدینہ منورہ کی غبار بھی جزام جیسی لاعلاج مرضوں کا علاج ہے''

تابوت سکینہ

قرآن پاک کی ایک اور آیہ کریمہ ہے۔

اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ [1]

وہ تابوت سکینہ، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ اسے فرشتے اٹھا کر لائیں گے، وہ آل موسیٰ اور آل حارون کے بقیہ ماندہ تبرکات ہیں ان کے اندر تمہارے لئے تسکین رکھ دی ہے۔ اسے اٹھا کر ہی تمہیں سکون آجائے گا۔ اس صندوق میں کیا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام کے نعلین پاک تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی دستار پاک تھی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نعلین بابرکت ہو سکتے ہیں، ہارون علیہ السلام کی دستار بابرکت ہوسکتی ہے تو پھر یقیناً رسول پاک ﷺ کا نقشہ نعلین بھی بابرکت ہوسکتا ہے نقشہ دستار بھی بابرکت ہوسکتا ہے۔

قرآن فرمارہا ہے یہ تبرکات ہیں ان کے ذریعے سے انہیں فتح حاصل ہوتی تھی۔ وہ صندوق کو سامنے رکھ کر جب دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرمادیتا تھا۔

یوسف علیہ السلام کی قمیص

تیسری آیت مبارکہ ہے کہ یوسف علیہ السلام سے جب بھائیوں نے کہا کہ باپ تو نابینا ہو چکے ہیں تو یوسف علیہ السلام نے کیا کہا؟

[1] ۔ سورۃ البقرہ پارہ ۲ آیت ۲۴۸

اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْراً ۱؎

میری قمیص لے جاؤ جو میرے جسم سے مس ہو چکی ہے۔ بھائیوں! نے عرض کی پیارے یوسف! قمیصوں اور کرتوں کی بابا جان کو ضرورت نہیں ہے۔ قمیص اور کرتے ہم اور بھی بنوا کردے سکتے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ آنکھوں کا علاج کرواؤ فرمایا:۔ فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ تم اسے میرے باپ کے چہرے کے ساتھ تو جا کر لگاؤ یَاْتِ بَصِیْراً فرمایا قدرت کا کرشمہ دیکھ لو گے قمیص لگانا تمہارا کام ہوگا، گئی ہوئی بینائی کو واپس کرنا میرے رب کا فضل ہوگا۔ یقیناً بینائی تو رب نے واپس کی مگر وسیلہ کس کو بنایا یوسف علیہ السلام کے کرتے کو۔ قرآن کہتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کا قمیص رب نے بینائی واپس کرنے کا وسیلہ بنایا اگر یوسف علیہ السلام کا کرتا وسیلہ بن سکتا ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کے جسم سے لگنے والی چیزیں بابرکت کیوں نہیں ہو سکتیں؟ یقیناً آپ کے تبرکات بھی ہمارے لئے وسیلہ بن سکتے ہیں

جبہ مبارک

مسلم شریف اور مشکوۃ شریف کے اندر حدیث پاک موجود ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نبی کریم ﷺ کا جبہ مبارک موجود تھا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ سرکار کے پردہ فرمانے کے بعد ہم کیا کرتے تھے؟

نَغْسِلُھَا لِلْمَرْضٰی ہم اسے پانی میں دھوتے تھے، میل دور کرنے کے لئے نہیں بلکہ بیماروں کے علاج کے لئے لِنَسْتَشْفِیْ بِھَا ۲؎ تاکہ ہم شفاء حاصل کریں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے تبرکات

۱؎۔ سورۃ یوسف پارہ ۱۳ آیت ۹۳ ۲؎۔ الصحیح المسلم جلد دوم صفحہ ۱۹۰

سے شفاء حاصل کی جاسکتی ہے۔ اسی حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے مسلم شریف کے شارح علامہ نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

هٰذَا الْحَدِيْثُ دَلِيْلُ اسْتِحْبَابِ التَّبَرُّكِ بِاٰثَارِ الصَّالِحِيْنَ وَثِيَابِهِمْ

''یہ حدیث پاک اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ والوں کے تبرکات اوران کے کپڑوں سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ انہیں وسیلہ بنایا جاسکتا ہے''

مشکیزہ

حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سرکار تشریف لائے، پانی کا مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ برتن موجود نہیں تھا سرکار نے بیان جواز کے لئے کہ برتن موجود نہ ہوتو اس طرح پانی پی سکتے ہیں، اسی مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی نوش فرمالیا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهُ [1]

''میں سرکار کے سامنے ہی کھڑی ہوئی اور اس مشکیزے پر جہاں سرکار کے ہونٹ مبارک لگے تھے، میں نے مشکیزہ کا وہ منہ ہی کاٹ کر رکھ لیا کہ یہ تو وہ بابرکت ہے، جسے نبی پاک ﷺ کے ہونٹ مبارک لگے ہیں''

سرکار ﷺ نے منع نہیں فرمایا کہ یہ تم کیا کررہی ہو؟ اتنا اچھا مشکیزہ تم نے خراب کرلیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ عاشق کو اس کی پرواہ نہیں کہ مشکیزہ خراب ہوگیا ہے وہ تو اپنا رانجھا راضی کررہا ہے کہ میں نے حضور کے تبرک کو محفوظ کرلیا ہے۔

چنانچہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اسی حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

[1] ۔ جامع الترمذی جلد دوم صفحہ ۱۱

انہوں نے کہا:۔ فَاَخَذْتُهٗ فِیْ بَیْتِیْ وَاتَّخَذْتُهٗ شِفَاءً

جب ان سے پوچھا گیا کہ تم نے اسے کاٹ کر کیوں رکھ لیا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے اپنے گھر کے اندر محفوظ کر کے رکھ لیا ہے کہ یہ شفاء کا ذریعہ بنے گا کہ جو بھی بیمار ہوگا، اسے پانی میں گھول کر پلا دیا کروں گی تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمائے گا۔

بال مبارک

صحابہ کرام خود نبی پاک ﷺ کے تبرکات کو شفا کے لئے وسیلہ بناتے ہیں۔ بخاری شریف اور مشکوۃ شریف میں حدیث پاک موجود ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک موجود تھا جو لمبی نلکی میں رکھا ہوا تھا۔ وہ اسے پانی میں ڈال کر نلکی کو حرکت دیتیں اور وہ پانی مریضوں کو پلاتیں تو وہ مریض شفایاب ہو جایا کرتا تھا۔ [1]

الغرض بے شمار احادیث کریمہ سے اور بزرگان دین کے لاتعداد واقعات سے یہ ثابت ہے۔ کہ الحمدللہ! اہلسنت و جماعت کا عقیدہ نبی پاک ﷺ کے وسیلے کے متعلق اور نبی پاک ﷺ کی امت کے علماء ربانیین اور اولیائے کاملین کے تبرکات کے وسیلہ کے متعلق بالکل حق ہے اور قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے۔

اللہ جل جلالہ وعم نوالہٗ ہمیں اسی مسلک حق پر قائم ودائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔

وماعلینا الا البلاغ المبین

---

[1] مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۹۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم کی زیر طبع کتب

شان اولیاء

افادات :-

استاذ العلماء فخر الصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ الحاج

مفتی محمد اشفاق احمد رضوی صاحب

دامت برکاتھم العالیہ (حال مقیم لندن)

چشتی تقریریں

خطابات

مناظر اسلام، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ صاحبزادہ

عبد الحمید چشتی صاحب

دامت برکاتھم العالیہ

مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز

تالیف :-

محمد فضل رسول رضوی صاحب

جہانیاں منڈی



جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

جہانیاں منڈی

- اللہ رب العزت اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی اشاعت کا مرکز
- اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی و محدثِ اعظم قدس سرہما العزیز اور اسلافِ کرام کا فیضان
- جہانیاں منڈی میں اہلسنت و جماعت کا درسِ نظامی کا واحد ادارہ
- حفظ القرآن اور علوم دینیہ کی تعلیم کا بہترین انتظام
- عقائد و اعمال کی اِصلاح پر خصوصی توجہ
- خوراک و رہائش کا عمدہ انتظام

آئیے! دین حق کی سربلندی کے لیے، عزم و ہمت کے اس سفر میں ہمارے شریکِ سفر بنیئے۔

منجانب

اراکین جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم ہائی وے روڈ جہانیاں

(صدیقی دار الکتابت باٹا والی گلی رانا مارکیٹ خانیوال)